اختلاف قراء آت قرآنیہ اور مستشرقین ☆

(آرتھر جیفری کا خصوصی مطالعہ)

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری ☆☆
ترجمہ: علی اصغر سلیمی ☆☆☆

آرتھر جیفری ایک آسٹریلوی نژاد امریکی مستشرق ہے۔ اس نے قرآن حکیم کے دیگر مختلف پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کی مختلف قرأتوں پر بھی قابل ذکر کام کیا ہے۔ قرآن حکیم کی مختلف قراء توں کے اسی موضوع پر مضمون ھذا میں بحث کی جائے گی آرتھر جیفری کے علمی کاموں میں نمایاں ترین کام Materials For the History of the Text of the Quran ہے جو ای جے برل (E.J.Brill) نے لیڈن سے ۱۹۳۷ء میں جاری کیا۔ یہ ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد سلیمان السجستانی متوفی ۳۱۶ھ کی "کتاب المصاحف" کے ساتھ پیش کیا گیا۔ جس کو آرتھر جیفری نے مدون کیا۔ اس نے قرآن حکیم کی تدوین اور اس کی مختلف قراء توں کے مضامین پر مشتمل دو مزید مسودات بعنوان مقدمتان فی علوم القرآن بھی مدون کیئے۔ ان میں سے ایک کتاب المبانی کا مقدمہ جس کے مصنف کا علم نہیں ہے۔ کیونکہ مقدمہ کا پہلا صفحہ غائب ہے۔ البتہ مسودہ کے دوسرے صفحہ پر مصنف کا یہ نوٹ موجود ہے کہ اس نے اس کتاب کو ۴۲۵ھ میں

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری کا یہ مقالہ "Orientalism on variant Reading of the Quran: The case of Arthur Jaffery" ایسوسی ایشن آف مسلم سوشل سائنٹسٹ کے تحقیقی مجلہ The American Journal of Islamic Social Sciences کے شمارہ بارہ ۱۹۹۵ء میں طبع ہوا تھا۔

☆☆ پروفیسر شعبہ عربی، ادارہ علوم اسلامیہ، بہاوالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان
☆☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ و عربیہ بہاوالدین زکریا یونیورسٹی ۔ ملتان

لکھنا شروع کیا۔ اور اس کا نام کتاب المبانی فی نظم المعانی رکھا۔ دوسرا مسودہ ابن عطیہ متوفی ۵۴۳ھ / ۱۱۴۷ء کا ہے۔ یہ مقدمہ دراصل ابن عطیہ نے اپنی تفسیر الجامع المحرر کے مقدمہ کے طور پر تحریر کیا تھا۔ نولڈیکے (Noeldeke) اور اس کے شاگرد شوالی (Schwally) دونوں نے بھی انہی دو مقدموں کو علوم قرآن سے متعلق اپنی تحقیقی نگارشات کی بنیاد بنایا ہے۔ (۱) ۔ ان دو مقدموں کی زبان' اسلوب بیان اور اسناد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے مصنفین کا تعلق مسلم سپین سے تھا ۔ جیفری نے علوم قرآن کے بارے میں دیگر متعدد مضامین بھی تحریر کیئے جو دی مسلم ورلڈ (The Muslim World) سمیت دیگر رسائل میں شائع ہوتے رہے ۔ قاہرہ میں امریکن ریسرچ سنٹر کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے' کولمبیا یونیورسٹی میں سامی زبانوں کے پروفیسر کے طور پر (Union Theolagical Semenery) میں بطور جزوقتی استاد آرتھر جیفری نے بائبل کی تعلیمات پر گرانقدر کام کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کے بارے میں بھی تحقیقی کام جاری رکھا (۲) چنانچہ اختلاف قراء آت قرآنیہ کے موضوع کے ساتھ ساتھ اس نے قرآن حکیم کے دیگر پہلوؤں مثلاً قرآن میں استعمال ہونے والے غیر عربی الفاظ (Foreign Vocabulary of the Quran) تدوین قرآن اور قرآن کے یہودی و عیسائی ماخذ جیسے موضوعات پر بھی خامہ فرسائی کی ۔ اس نے چند منتخب قرآنی سورتوں کے تراجم بھی کیئے جس میں اس نے ان سورتوں کی ترتیب نو کو متعارف کرایا تاکہ وہ "بزعم خود" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر میں ارتقاء کو ثابت کر سکے (۳)

دراصل آرتھر جیفری مستشرقین کے اس طبقہ ثانی سے تعلق رکھتا ہے جنہوں نے نو آبادیاتی دور کے بعد زبان و بیان کے اسرار و رموز اور لسانیاتی مباحث کو اپنا موضوع تحقیق بنایا اور انہیں اپنے پیش رو مستشرقین کی طرح افریقہ اور ایشاء کے مسلم علاقوں میں نو آبادیاتی آقاؤں کے مشیر بننے کا موقع نہ مل سکا ۔ اب ایک جست اور آگے لگاتے ہوئے دور جدید کے مستشرقین مثلاً برنارڈ لومیس Bernard lemis اور جان ۔ او ۔ وال (John.O.Voll) علاقائی اور اسلامی ثقافت کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں (۴) قرآن حکیم کو مطالعہ کا میدان بناتے ہوئے جیفری کو اچھی طرح معلوم تھا کہ مسلمانوں کے نزدیک قرآن حکیم کا حقیقی مقام و مرتبہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے :

"عیسائیت بائبل کے بغیر زندہ رہ سکتی ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام قرآن کے بغیر قطعی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا۔" (۵) غالباً اسلامی نظام حیات کیلئے قرآن حکیم کی اسی اہمیت نے جیفری کو اپنی زندگی اس کے مطالعہ و تحقیق میں کھپانے پر آمادہ کیا۔ یہ ثابت کرنے کیلئے کہ "قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف ہے اور اس کے حرف آغاز سے حرف آخر تک قرآن پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر صاف طور پر جھلکتی ہے"۔ (۶) جیفری نے منتخب قرآنی سورتوں کا خود ساختہ نئی ترتیب نزولی کے مطابق ترجمہ کیا اور اس نے تقریباً ۶۰۰۰ چھ ہزار ایسے مقامات کی نشاندہی کی جو کہ مصحف عثمانی سے مختلف تھے۔ اس نے قراءات کے یہ سارے اختلاف تفسیر، لغت، ادب اور قراءت کی کتابوں میں سے جمع کیئے۔ اس کام کیلئے ابن ابو داود کی کتاب "کتاب المصاحف" اس کا بنیادی ماخذ رہی۔

جیفری ایڈن برگ کے بل (Bell) اور ییل (yale) کے ٹوری (Torry) کے آزادانہ مطالعہ و تحقیق کا بڑا مداح اور موید ہے اور وہ ان دونوں کے انتقاد اعلیٰ (Higher Criticism) کے اصولوں کا قرآن پر اطلاق اور ان کے اس نتیجے پر پہنچنے پر بھی رطب اللسان ہے کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحریری مواد جمع کرتے رہے۔ اس کی چھان پھٹک کرتے رہے۔ اور اسے ایک مرتبہ کتاب کی شکل دینے کیلئے اس پر نظرثانی کرتے رہے تاکہ وہ اسے اپنی کتاب کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش کر سکیں (مگر) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کو مرتب اور مکمل شکل میں پیش کرنے سے قبل ہی وفات پاگئے" (۷) بل اور ٹوری کی پیروی میں جیفری بزعم خود ان کے انتقاد اعلیٰ کے اصولوں کا نصوص قرآن پر اطلاق' کا دعوی کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی نامزد کمیٹی نے سرکاری نسخہ میں قرآن کے نام سے جو مواد جمع کیا وہ یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے درست طور پر منسوب ہے ماسوائے چند آیات کے جن کی اسناد مشکوک ہیں۔ تاہم کمیٹی نے ایک بہت بڑا مواد جو اس وقت کے اہم علمی مراکز میں پائے جانے والے قرآنی نسخہ جات میں موجود تھا' کو نظرانداز کر دیا اور ایسا بہت سارا مواد قرآن میں شامل کر دیا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب کے حتمی شکل دینے کا موقع ملتا تو وہ اس مواد کو شامل نہ کرتے (۸) یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ جیفری مصحف عثمانی میں جس مواد کے شامل کیئے یا نہ کیئے جانے کا خیال بڑی معصومیت کے ساتھ پیش کرتا ہے اس کی کوئی ایک مثال بھی صحیح اسناد کے ساتھ پیش نہیں کر

سکا۔ اختلاف قراء آت پر مبنی روایات کا جو ذخیرہ اس نے (Materials) میں پیش کیا ہے ان روایات کی اسناد خود جیفری کے اعتراف کے مطابق مکمل ہیں اور نہ مستند (۹) جیفری قرآن حکیم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ثابت کرتے ہوئے قرآن کے پیرایہ اظہار کو غیر واضح اور غیر معیاری کہتا ہے مگر اس بارے میں وہ اپنے دعوی کی صداقت کیلئے کوئی ثبوت پیش نہیں کرتا۔ (۱۰)

جیفری نے کئی سالوں تک قرآن حکیم کی متعدد قراء توں کے بارے میں مواد اکٹھا کیا۔ پھر قرآن حکیم کا تنقیدی نسخہ تیار کرنے کیلئے ۱۹۲۶ء میں پروفیسر برجسٹراسر (Bergstrasser) جس نے میونخ میں قرآن محل (Quranic Archive) بنایا ہوا تھا' کے ساتھ اشتراک کیا۔ برجسٹراسر ۱۹۳۳ء میں راہی ملک عدم ہوا تو جیفری نے قرآن محل کے نئے ڈائریکٹر اور پروفیسر برجسٹراسر کے جانشین ڈاکٹر اوٹو پریکشل (Oto pretzl) کے ساتھ اشتراک عمل جاری رکھا "بد قسمتی" سے پریکشل دوسری جنگ عظیم کے دوران سباسٹوپل (Sebastopal) کے باہر ہلاک ہو گیا۔ اور اتحادی فوجوں کی بمباری سے سارا قرآن محل جل کر خاکستر ہو گیا اور عمارت بھی تباہ و برباد ہو گئی۔ اسی طرح قرآن حکیم کے تنقیدی ایڈیشن کو روبعمل لانے کا عظیم منصوبہ شرمندہ تکمیل نہ ہو سکا۔ اس ناکامی پر جیفری اپنی تکلیف اور ذھنی اذیت ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

"اب یہ امر تقریباً ناممکن ہے کہ ہماری نسل قرآنی متن کا حقیقی تنقیدی نسخہ دیکھ سکے" (۱۱)

دراصل جیفری قرآن کے تنقیدی نسخے کو اس طرح مرتب کرنا چاہتا تھا کہ ایک صفحے پر کوفی خط میں متن قرآن ہو اس کے سامنے دوسرے صفحے پر تصحیح و تنقیح شدہ حفص روایت ہو اور حواشی (Footnotes) میں قرآن حکیم کی تمام معلوم مختلف قراء توں کو بیان کر دیا جائے (۱۲) جیفری اپنی اس خواہش کے مطابق مکمل قرآنی نسخہ لانے میں تو کامیاب نہ ہو سکا مگر مصحف عثمانی کے مقابل (۱۳) (Rival) دیگر نسخہ جات کو ڈھونڈ نکالنے میں اس نے بڑی عرق ریزی سے کام لیا۔ اور اسلامی علوم کے ورثہ میں سے مختلف قراء توں کی بنا پر ۱۵ "بنیادی" اور ۱۳ "ثانوی نسخہ جات" کو پیش کرنے کی کوشش کی۔ اس نے ۱۵ "بنیادی نسخہ جات کو حضرات عبداللہ بن مسعود' ابی بن کعب' علی بن ابی طالب' عبداللہ بن عباس' ابو موسی اشعری' انس بن مالک' حفصہ' عمر بن خطاب' زید بن ثابت' عبداللہ بن زبیر' ابن عمر' عائشہ' سالم' ام سلمہ' عبید بن عمیر رضوان اللہ علیہم کی

جانب منسوب کیا۔ اور بعض ثانوی نسخہ جات کو بھی چند تابعین کی جانب منسوب کیا۔ جن میں سے کچھ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں ابوالا سود، علقمہ، سعید بن جبیر، طلحہ، عکرمہ، مجاہد، عطا بن ابی رباح، الاعمش، جعفر صادق، صالح بن کیسان اور الحارث بن صویب رحمہم اللہ ان کے ساتھ ساتھ جیفری نے مختلف قراء توں پر مشتمل دیگر نسخہ جات کا ذکر بھی کیا ہے۔ مگر ان کے حاملین کے نام کا ذکر نہیں کیا، یہاں یہ حقیقت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین میں سے جس کے نام سے بھی جیفری نے کوئی نسخہ منسوب کیا ہے ان میں سے کسی کے پاس بھی وہ نسخہ تحریری شکل میں موجود نہ تھا اور نہ ہی ان میں سے کوئی اس نسخے کو قرآن حکیم کے مقابلے میں اپنے پاس رکھنے کا دعویدار تھا۔ مگر جیفری نے مصحف عثانی میں موجود قراءت سے کسی ایک مقام پر یا چند مقامات پر اختلاف کی بنا پر مندرجہ بالا اصحاب کو مقابل قرآن کا حامل بنا دیا۔ قطع نظر اس کے کہ اختلاف کرنے والے کو مصحف عثانی کے نافذ و رائج ہو جانے کے بعد اپنی قراءت پر اصرار رہا یا اس نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔ یہاں اس امر کا تذکرہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ متذکرہ بالا طبقہ اولی میں سے بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنیادی مصاحف کا موجود ہونا کتاب المصاحف (۱۴) اور دیگر ماخذوں (۱۵) میں نقل کیا گیا ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک کے پاس قرآن حکیم کا اپنا نسخہ تھا حتی کہ مصحف عثانی کے نافذ و رائج ہونے تک یہ صورت حال برقرار رہی لیکن ان نسخہ جات میں سے کوئی نسخہ حتی کہ مصحف عثانی کے نافذ و رائج ہونے تک یہ صورت حال برقرار رہی۔لیکن ان نسخہ جات میں سے کوئی نسخہ اب صفحہ ہستی پر موجود نہیں ہے۔ اس امر کا اعتراف کرتے ہوئے جیفری لکھتا ہے "ان نسخہ جات میں سے کوئی مناسب مواد باقی نہیں بچا جس کو پا کر ہم ان میں سے کسی نسخے کے متن کی صحیح شکل دیکھنے کے قابل بن سکتے" (۱۶)

اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود جیفری نے بعض نسخہ جات کو بنیادی قرار دے کر ان میں سے بعض کو ثانوی نسخہ جات کے ماخوذ ہونے پر بڑی محنت کی اور ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کن ثانوی نسخہ جات کے ڈانڈے کس بنیادی نسخہ سے ملتے ہیں اور کون سا نسخہ کس سے ماخوذ ہے۔ (۱۷)

جیفری اپنی مصحف عثانی سے قبل کی قراء توں کی جستجو کے سفر میں ابن شبوذ متوفی

۳۲۸ھ اور ابن مقسم متوفی ۳۴۲ھ کا بڑا مداح نظر آتا ہے جنہیں مصحف عثمانی کے نفاذ سے قبل کی غیرقانونی قرار دی جانے والی قراءتوں کو اختیار کرنے سے منع کر دیا گیا تھا (۱۸)

جیفری ابن مجاہد متوفی ۳۲۴ھ کا بڑا ناقد ہے کیونکہ اس نے قرآن حکیم کی سات قرأتیں ترتیب دیں (۱۹) اور جو اس رائے کا حامل تھا کہ جائز اور صحیح صرف یہی قراء تیں ہیں اور یہ کہ مصحف عثمانی کی تلاوت کے جائز اور صحیح طرق یہی ہیں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بعد کے ماہرین قراءت میں سے بعض نے تلاوت قرآن حکیم کے تین مزید اور بعض نے سات مزید طریقے متعارف کرائے جو کہ ابن مجاہد کی سات قراءتوں پر اضافہ تھے۔ قراءات قرآنیہ کے یہ تمام طرق مصحف عثمانی کی املاء کی بنیاد پر استوار کئے گئے اور اس ضمن میں قراء کی دلچسپی کا مرکز و محور صرف یہ تھا کہ تلاوت قرآن کے وقت رسم الخط اور وقف کے سوالات کو کس طرح حل کیا جا سکتا ہے اور اس ضمن کی الجھنوں کو کس طرح محدود کیا جا سکتا ہے۔

جیفری مصحف عثمانی کی شاذ کتابت کی منفرد خصوصیات پر بحث کرتے ہوئے انہیں ایسی غلطیاں قرار دیتا ہے جو کہ مصحف عثمانی میں اب تک موجود ہیں۔ وہ الدانی متوفی ۴۴۴ھ کو ہدف تنقید بناتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی کتاب المقنع' جو کہ کاتبین قرآن کیلئے کتابت کے بارے میں ہدایات پر مبنی ہے' میں الفاظ قرآن کو اسی طرح لکھنے پر زور دیا ہے جس طرح کہ وہ مصحف عثمانی میں پہلے سے لکھے چلے آ رہے تھے۔ مثلاً الدانی کا اصرار ہے کہ ۱۹:۱ میں رحمت کو پوری "ت" کے ساتھ لکھا جائے۔ ۱۸:۳۶ میں "لکنا" کو "لکن" کی بجائے پورے "الف" کے ساتھ لکھا جائے' ۲۰:۹۵ میں "یبنوم" نہ کہ "یا ابن ام" ' ۱۸:۴۷ میں "مال حذا" لکھا جائے نہ کہ "مالھذا" اور ۳۷:۱۳۰ میں "ال یاسین" لکھا جائے نہ کہ الیاسین" (۲۰) اس سوال کی تفصیل میں جائے بغیر کہ مصحف عثمانی کی ترتیب توفیقی (اللہ کی طرف سے) ہے یا نہیں اس امر کا تذکرہ نہایت ضروری ہے کہ مصحف عثمانی کے رسم الخط کی صحت پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے (۲۱) اس امر کی نشاندہی بھی ضروری ہے کہ مصحف عثمانی کی شاذ کتابت اکثر جگہوں پر غیرقریشی لہجوں پر مبنی ہے مثلاً بنوطے چھوٹی "ۃ" کی بجائے پوری "ت" لکھتے ہیں (۲۲) کتابت میں اختلاف کی بحث کو ہم یہ کہہ کر ختم کر سکتے ہیں کہ مصحف میں صلوۃ اور زکوۃ میں "و" کا اضافہ یا اس جیسے دیگر معمولی رد و بدل پر اس قدر زور نہیں دینا چاہئے اور نہ ہی اس بارے میں غیر معمولی مبالغے سے کام لینا چاہئے۔ مصحف عثمانی کے

رسم الخط کے بارے میں جملہ اعتراضات جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں' کا اسی قدر جواب کافی ہے کہ مصحف عثمانی کے امتیازات جنہیں جیفری اور دیگر مستشرقین املاء کی غلطیاں گردانتے ہیں مسلمانوں نے گذشتہ صدیوں کے سفر میں محض اس لیئے بحال رکھے کہ املاء کی درستگی کے نام پر کہیں تحریف کا دروازہ نہ کھل جائے۔

جیفری کے اختلاف قراء آت قرآنیہ کے نظریے کا تنقیدی تجزیہ کرنے کیلئے مناسب ہے کہ کسی ایک سورۃ کو مطالعے کیلئے منتخب کر لیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کیلئے ہم قرآن حکیم کی سب سے پہلی سورۃ کا انتخاب کرتے ہیں جیفری کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سورۃ الفاتحہ میں درج ذیل الفاظ کی بجائے ان کے سامنے دیئے گئے الفاظ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

مالک کی بجائے ملک اھدنا کی بجائے ارشدنا' ایاک کی بجائے ایاک' الذین کی بجائے من اور غیر کی بجائے غیر (۲۳)

حضرت ابی بن کعب کا اس طرح پڑھنا روایت کیا گیا ہے۔

مالک کی بجائے ملک یا ملیک ' ایاک کی بجائے ایاک' اھدنا کی بجائے ثبتنا اور ولنا (۲۳۔الف)

صراط المستقیم کی بجائے صراط مستقیم' الذین کی بجائے الذین اور لا کی بجائے غیر (۲۴)

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے اس طرح تلاوت کرنا منقول ہے۔

مالک کی بجائے ملک یوم یا ملک ' اھدنا کی بجائے ثبتنا اور لا کی بجائے غیر (۲۵)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس طرح تلاوت کرنا منقول ہے۔

صراط کی بجائے سراط (۲۶) ان کا صراط کو س سے پڑھنا پورے قرآن کو محیط تھا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس طرح تلاوت کرنا منقول ہے۔

مالک کی بجائے ملک اور الذین کی بجائے من اور ولا الضالین کی بجائے وغیر الضالین (۲۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح تلاوت کرنا منقول ہے۔

مالک کی بجائے ملک (۲۸)

سورہ الفاتحہ کی قراءت کا اختلاف جس طرح ابتدائی نسخوں میں مذکور ہے اس طرح ان کی پیروی میں ثانوی نسخہ جات جن کا ذکر اسی مضمون میں قبل ازیں کیا جا چکا ہے' میں بھی موجود ہے۔

ابی ربیع بن خثیم جو عام طور پر اختلاف قراء آت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی پیروی کرتے ہیں سے سورۃ الفاتحہ اور باقی پورے قرآن مجید میں بھی الصراط کو الزراط پڑھنا روایت کیا گیا ہے (۲۹) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہی کے ایک اور پیروکار الاعمش سے بھی پورے قرآن حکیم میں الصراط کی بجائے الزراط پڑھنا مذکور ہے (۳۰) سورۃ الفاتحہ کی جن مختلف قراء توں کا ذکر جیفری نے اپنی کتاب (Materials) میں کیا ہے کتب قراءت میں ان کے علاوہ بھی متعدد قراء آت کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً ابو محمد مکی بن ابو طالب القیسی متوفی ۴۳۷ھ سورۃ الفاتحہ کی مذکورہ متعدد قراء توں کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام سے کچھ اور قراء تیں بھی منسوب کرتا ہے وہ لکھتا ہے۔

حضرت ابو ھریرہؓ مالک کی بجائے ملیک (۳۱) تلاوت فرمایا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب کی طرح صراط الذین انعمت کی بجائے صراط من انعمت (۳۲) تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ابو محمد مکی مزید لکھتا ہے کہ یحیی بن و ثاب جو کہ ایک تابعی ہیں نستعین کی بجائے نستعین (ت پر زبر کی بجائے زیر) پڑھتے تھے اور ابو سوار الغنوی جو کہ عرب کے فصیح اللسان اور جادو بیان خطیبوں میں سے ایک ہے۔ ایاک نعبد و ایاک کو ھیاک نعبد وھیاک پڑھا کرتے تھے (۳۳) ابن خالویہ متوفی ۳۷۶ھ الاصمعی کی سند کے ساتھ نقل کرتا ہے کہ ابو عمرو الصراط کو الزراط پڑھا کرتے تھے (۳۴)

جیفری نے اپنے مضمون "سورۃ الفاتحہ کی مختلف نص" جو کہ دی مسلم ورلڈ کی جلد ۲۹ میں ۱۹۳۹ء کو شائع ہوا میں سورۃ الفاتحہ کی مزید قراء توں کی بھی نشاندہی کی ہے۔ اس مضمون میں جیفری سورۃ الفاتحہ کی اس خصوصیت کے پیش نظر کہ وہ قرآنی تعلیمات کی جامع اور اسلام کے نظریہ توحید کو نہایت وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہے' اسے خداوند (حضرت عیسیٰ) کی دعا (Lord,s Prayer) کے مماثل قرار دینے کی کوشش کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔

"جب ہم سورۃ الفاتحہ کے مشتملات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی

طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ سورۃ الفاتحہ قرآن حکیم کے دیگر حصوں سے لیئے گئے مضامین و تعلیمات کی جامعیت کا منظر پیش کرتی ہے یہ عین ممکن ہے کہ اسے دعا کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنایا ہو مگر اس کا استعمال اور اس کی موجودہ قرآن میں حیثیت قرآن کے مدون کرنے والوں کی مرہون منت ہے جنہوں نے تدوین قرآن کے وقت اسے قرآن کے آغاز میں لکھ دیا۔ (۳۵)

اس مضمون میں جیفری نے سورۃ الفاتحہ کے دوسرے متن کو بعض شیعہ روایات کے حوالے سے بیان کیا ہے جو کہ تذکرۃ الائمہ مولفہ باقر مجلسی (مطبوعہ تہران ۱۳۳۱ھ صفحہ ۱۸) میں موجود ہے۔ واضح رہے کہ علامہ مجلسی کا بیان کردہ سورۃ الفاتحہ کا یہ مختلف متن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب نہیں کیا گیا ہے۔ متن درج ذیل ہے۔

نحمدالله رب العالمين' الرحمن الرحيم ' ملاک یوم الدین' هیاک نعبدو ویاک نستعین ' ترشد سبيل المستقيم ' سبيل الذين نعمت عليهم سوى المغضوب عليهم ولا الضالين (۳۶)

پھر جیفری سورۃ الفاتحہ کا ایک اور غیر مصدقہ متن جو کہ مصحف عثمانی سے مختلف اور متعدد قراءتوں پر مشتمل ہے' بڑے ہی عامیانہ اور صحافیانہ رنگ میں متعارف کراتا ہے۔ اس نئے متن کی روایت متصل نہیں ہے۔ مزید برآں مسودہ جسمیں سورۃ الفاتحہ کا یہ متن مذکور ہے' کی تاریخ اشاعت اور اس کے ناسخ کا تعین بھی ممکن نہیں ہے۔ جیفری خود لکھتا ہے۔

"پچھلے موسم گرما میں قاہرہ میں مجھے اس طرح کا اختلافی متن ملا۔ یہ فقہ کے ایک چھوٹے سے رسالے میں درج ہے۔ بدقسمتی سے اس رسالہ کے شروع کے صفحات غائب ہیں۔ جس کی بنا پر ہم اس رسالہ کے مصنف کا نام نہیں جان سکتے۔ یہ شافعی فقہ کی قطعی غیراہم تلخیص پر مبنی تحریر ہے۔ تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایک سو پچاس سال یا اس سے کچھ قبل کا شکستہ خط میں لکھا ہوا مسودہ ہے۔ اور اس میں قراۃ شاذۃ لالفاتحہ کے زیر عنوان سورۃ الفاتحہ کی دوسری قراءت اندرونی صفحہ پر درج کی گئی ہے۔ مسودہ کسی شخص کی ذاتی ملکیت ہے۔ اگرچہ مسودے کا مالک مجھے اس عبارت کی نقل مہیا کرنے پر رضامند تھا۔ اور اس امر کی اجازت دینے پر بھی معترض نہ تھا کہ اگر یہ میرے کام کیلئے مناسب ہو تو میں اس کو استعمال کر لوں۔ مگر وہ اپنا نام ظاہر کرنے پر

تیار نہ تھا کہ مبادا اس کے دقیانوسی ہمسایوں کو اس بات کا علم ہو جائے کہ اس نے اپنی مقدس کتاب کی قبل از جمع و تدوین نسخے کی ابتدائی سورۃ کی تحریر ایک غیر مسلم کو فراہم کر دی ہے"

اس قراءت شاذہ کا متن اس متن سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے جو کہ پہلے نقل کیا جا چکا ہے ملاحظہ فرمایئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ سید العالمین ' الرزاق الرحیم ' ملاک یوم الدین' انا لک نعبد وانا لک نستعین ' ارشدنا سبیل المستقیم' سبیل الذین مننت علیهم سوی المغضوب علیهم ولا الضالین (۳۷)

وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ متن کے نیچے اس کی اسناد اس طرح درج ہے۔

"روایة ابی الفتح الجبائی عن شیخہ السوسی عن النهروانی عن ابی العاداتی المیدانی عن المرزبانی عن الخلیل بن احمد"

اس روایت کو بیان کرنے کے بعد آخر میں اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہتا ہے۔

"اس بات کا قوی امکان ہے کہ دور اولین میں تلاوت کی جانے والی سورۃ الفاتحہ کی دیگر پرانی قراءآت کے ساتھ ساتھ خلیل کو اس قراءت تک بھی رسائی حاصل ہو۔ اس قراءت کی سند کے بارے میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ الخلیل سے لے کر الجبائی تک تو اس کی سند ملتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کی سند کا کچھ پتہ نہیں چلتا البتہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ یہ خلیل سے نقل ہونے والے متن سے بہت متاخر ہو (۳۸)

قرآن حکیم کی ابتدائی سورۃ کی مذکورہ بالا مختلف قراءتوں کے تجزیہ سے قبل ضروری ہے کہ اس سوال کا جائزہ لیا جائے کہ قرآن حکیم کی متعدد قراءتوں کے وجود میں آنے کے اسباب کیا تھے؟ یہ وہ موضوع ہے جس کے متعلق کتاب المصاحف' مقدمتان اور اختلاف قرات قرآنیہ کے موضوع پر دیگر کتب میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے یہی کتب موضوع زیر بحث پر جیفری کی معلومات کیلئے بھی بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ قرآن مجھ پر سات حرفوں میں نازل کیا گیا۔ سات حروف سے

مراد سات لہجے یا تلاوت قرآن کے ساتھ مختلف طرق ہیں (۳۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : جبرئیل علیہ السلام نے پہلے مجھے قرآن مجید ایک حرف پر پڑھوایا۔ پھر میں نے بار بار ان سے اصرار کیا اور یہ مطالبہ کرتا گیا کہ قرآن مجید دوسرے حروف پر بھی پڑھنے کی اجازت دی جائے وہ یہ اجازت دیتے گئے یہاں تک کہ سات حرفوں تک پہنچ گئے (۴۰) تلاوت قرآن حکیم میں سہولت پیدا کرنے کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف بوڑھے' امی اور بدوی عرب قبائل کو ان کے اپنے لہجے میں تلاوت کی اجازت دینا ہی دراصل قرآن حکیم کی قراءت میں گوناگوں اختلاف کا باعث بن گیا۔ اختلاف قراءآت قرآنیہ کے موضوع پر کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو اپنے اپنے قبیلے کے لہجے میں تلاوت قرآن کی جو اجازت پیغمبر اسلام نے دی تھی اس سے انہوں نے خوب فائدہ اٹھایا۔ صحابہ کرامؓ نے مختلف طرق پر تلاوت قرآن کریم اس وقت تک جاری رکھی جب تک حضرت عثمان نے قرآن حکیم کی ایک قراءت کو سرکاری طور پر نافذ نہیں کر دیا۔ اور دیگر تمام قراءتوں اور لہجوں پر پابندی نہیں لگا دی ۔ حضرت عثمانؓ نے صرف وہی قراءت باقی رکھی جو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت تھی۔

روایت کیا گیا ہے کہ انس بن مالکؓ سورۃ الم نشرح کی آیات ۱،۲ کو اس طرح تلاوت کیا کرتے تھے۔ : الم نشرح لک صدرک وحللنا عنک وزرک جب آپ کے اس طرح پڑھنے پر اعتراض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ حللنا' حططنا اور وضعنا ایک ہی مفہوم کو ادا کرنے کیلئے پڑھنے کے مختلف لہجے ہیں (۴۱)

ابن سیرین کی سند سے روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے متعدد قراءتوں کے متعلق فرمایا کہ هلم ' تعال اور اقبل ایک ہی مفہوم کے حامل الفاظ ہیں (۴۲) ۔ روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ ایک فارسی نژاد مسلمان کو سورۃ نمبر۴۴ کی آیت نمبر۴۴' ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم' پڑھا رہے تھے مگر وہ شخص بار بار طعام الیتیم پڑھ رہا تھا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ وہ شخص طعام الاثیم" کی بجائے طعام الیتیم پڑھ رہا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے طعام الاثیم کی بجائے طعام الظالم پڑھنے کو کہا۔ جسے اس نے بڑی آسانی کے ساتھ پڑھ لیا (۴۳)

عربی زبان کی تاریخ میں جزیرہ نما عرب کے مختلف قبائل کے متعدد لہجوں کے میل ملاپ اور باہمی اختلاط سے عربی زبان پر پڑنے والے اثرات کا مطالعہ، ایک پیچیدہ مسئلہ رہا ہے۔ مسئلہ کی اس پیچیدگی کے باعث، نیز اس لیئے بھی کہ جیفری مغرب کا باشندہ تھا۔ اور عربی زبان میں مہارت نہ ہونے کی بنا پر اس کی باریکیوں سے آگاہی کی سہولت سے بہرہ ور نہ تھا وہ مصحف عثمانی کے نفاذ سے قبل مختلف نسخہ جات میں لہجوں کے اختلاف کی وسعت اور ان کے استعمالات کا ادراک نہ کر پایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس نے دیکھا کہ قرآن حکیم کی متعدد قراء تیں ہیں اور وہ سب کی سب کسی نہ کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہیں تو اس نے مصحف عثمانی کے مقابلے میں دیگر مسودات قرآنی کو سامنے لانے کا فیصلہ کر لیا۔

اختلاف قراء آت قرآنیہ میں عربی زبان کے تلفظ اور اس کے مختلف لہجوں کے کردار اور وسعت کو سمجھنے کیلئے ہر لہجے کی تفصیلات میں گئے بغیر صرف اس مسلمہ حقیقت کی طرف اشارہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم مشترکہ عربی زبان اللغۃ العربیۃ المشترکہ میں نازل ہوا۔ یہ مشترکہ عربی زبان وہ زبان ہے جو کہ پورے جزیرہ نما عرب میں سمجھی جاتی تھی ۔ اور شاعر اور خطیب اس کو موثر ذریعہ ابلاغ کے طور پر استعمال کرتے تھے (۴۴) اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ مشترکہ عربی زبان جو کہ قرآنی تعلیمات کے اظہار کا ذریعہ بنی۔ پر قریشی لہجے کی گہری چھاپ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر یہی سمجھ لیا گیا کہ قرآن حکیم قریشی لہجے میں نازل ہوا ہے (۴۵) ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ متوفی ۶۸ھ سے منسوب قرآن حکیم میں وارد مختلف لہجوں پر مشتمل ایک مختصر سی کتاب ابن حنون کی روایت سے ہم تک پہنچی ہے۔ (۴۶) اس کتاب میں عرب قبائل کے مختلف لہجوں پر مشتمل الفاظ کی فہرست دی گئی ہے۔ اگرچہ بہت ممکن ہے کہ یہ فہرست بہت جامع نہ ہو مگر پھر بھی اس میں قرآن حکیم میں استعمال ہونے والے کم از کم ۲۶۵ الفاظ کے ماخذ کو متعین کیا گیا ہے جس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ان ۲۶۵ الفاظ میں سے ۱۰۴ الفاظ قریش کے لہجے سے اخذ کیئے گئے ہیں ۴۵ الفاظ ہذیل سے ۳۶ الفاظ کنانہ سے، ۲۳ بنو حمیر سے، ۲۱ جرہم سے، ۱۳ بنو تمیم سے اور قیس سے ۰۶ امان، ازد شنوہ اور خثعم سے ۵ طے، مذحج، مدین اور غسان سے ۰۴ بنو حنیفہ، حضرت موت اور اشعر سے ۰۳ آغار سے ۰۲ قضاعہ، سبا، یمامہ، مزینہ اور ثقیف سے ۰۱ ازد سے ۰۱ خزرج سے اور ۰۱ عمالقہ

سدوس اور سعد العشیرہ سے (۴۷)

یہ بات بھی ذھن میں رہنی چاہیے کہ جب قرآن حکیم نے عرب کے مختلف لہجوں کا آمیزہ پیش کیا تب وہ ایسی کتاب ہدایت کی صورت میں سامنے آیا جو سب سے زیادہ فصیح' ناقابل تغیر' ایک ضابطہ حیات اور ہر ایک کی کتاب تھی ۔ جو بھی اسلام سے وابستہ ہوتا خواہ وہ امی ہوتا یا بدوی یا غیرعرب سب کو اس کی تلاوت کا حکم تھا۔ حدیث سبع احرف اور دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم دیتے وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے (۴۸) کہ جن لوگوں کو قرآن حکیم کا پیغام پہنچایا جا رہا ہو وہ ان کیلئے قابل فہم بھی ہو ۔ اس صورت حال میں یہ بات نہایت فطری محسوس ہوتی ہے کہ جن سات حروف (لہجوں) میں قرآن نازل ہوا' مختلف افراد کو ان میں سے ہر ایک کے مناسب حال قراء ت کرنے یا مترادف الفاظ (جو سبعہ احرف کے ذیل میں آتے ہوں اور جن کی قراء ت کی اجازت دی گئی تھی) استعمال کرنے کی اجازت دے دی جائے ۔ بطور خاص اسلامی تاریخ کے ابتدائی سالوں میں اس اجازت کی ضرورت اظہر من الشمس ہے۔

جہاں تک قبل از اسلام اور ابتدائی عہد اسلام تک عربی زبان کے مختلف لہجوں کی تفہیم اور اس کی بنا پر فہم زبان میں پیدا ہونے والی الجھنوں کا تعلق ہے تو وہ لغت کی کتابوں میں بار بار بیان کی جانے والی بنی کنانہ یا بنی کلاب کے ایک آدمی کی روایت سے اچھی طرح سمجھی جا سکتی ہیں۔ وہ روایت یہ ہے کہ ایک آدمی یمن کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ذوجدن کے ہاں گیا۔ بادشاہ اس وقت محل کے بڑھے ہوئے چھجے پر بیٹھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے اپنے ملنے والے کو یمنی لہجے میں "ثب" یعنی تشریف رکھیئے کہا ملنے والے نے اس لفظ کو اپنے لہجے کے مطابق وثب ۔ثب سے فعل امر ثب سمجھا جس کا معنی چھلانگ لگاو ہے۔ چنانچہ اپنے فہم کے مطابق بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں اس نے آگے بڑھے ہوئے بلند چھجے سے چھلانگ لگا دی اور اللہ کو پیارا ہوگیا (۴۹) ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تھے کہ آپ کے دست مبارک سے چھری گر گئی ۔ آپ نے فرمایا "ناولنی السکین" حضرت ابو ہریرہؓ سمجھ نہ سکے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات دھرائی ۔ آخر کار حضرت ابوھریرہ نے پوچھا' "آلمدیہ ترید"؟ کیا آپ "مدیہ" طلب فرما رہے ہیں؟ یاد رہے کہ السکین حجازی لفظ ہے ۔

جبکہ مدیہ ازدی (۵۰) حضرت ابو ہریرہؓ ازدی تھے۔ جو ایک حجازی لفظ کو نہ سمجھ سکے۔ مندرجہ بالا مثالوں سے واضح ہوا کہ مصحف عثمانی کے نفاذ سے قبل ہر عرب قرآن حکیم میں استعمال ہونے والے اپنے لہجے کے علاوہ دیگر الفاظ اور ان کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کی پوری استعداد نہیں رکھتا تھا۔ خاص طور پر ان حالات میں جبکہ ہر ایک کو اپنے تلفظ اور لہجے کے مطابق قرآن پڑھنے کی اجازت بھی تھی۔

اختلافی نسخہ جات میں املاء کے اختلافات سے مصحف عثمانی میں درج نہ کیئے جانے' مثلاً سورۃ الفاتحہ میں صراط س اور ز کی بجائے ص کے ساتھ لکھنا یا الفاظ کا اختلاف کہ ایک کی بجائے اس کے قریبی مفہوم رکھنے والا دوسرا لفظ جیسا کہ سورۃ نمبر۹۴ میں حططنا اور حللنا کی جگہ وضعنا کا استعمال ' کے وجوہ و اسباب ابن جنی متوفی ۳۹۲ھ کے درج ذیل بیان کی روشنی میں اچھی طرح سمجھے جا سکتے ہیں۔

"و کلما کثرت الالفاظ علی المعنی الواحد کان ذالک اولی بان تکون لغات لجماعات"

"جب ایک ہی مفہوم کو ادا کرنے کیلئے متعدد الفاظ موجود ہوں تو الفاظ کے تعدد کا اصل سبب یہی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک لفظ کسی نہ کسی لسانی گروہ یا لسانیاتی ماحول کی نمائندگی کر رہا ہو۔" (۵۱)

وہ اصمعی کی سند سے لفظ "صقر" کو پڑھنے کے بارے میں دو اشخاص کے درمیان اختلاف کی دلچسپ کہانی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان لفظ "صقر" کے پڑھنے پر جھگڑا ہو گیا۔ ایک اسے "ص" اور دوسرا "س" سے پڑھنے پر مصر تھا۔ ان دونوں نے کسی تیسرے سے پوچھنے کا فیصلہ کیا۔ تیسرے شخص نے ان دونوں سے اختلاف کرتے ہوئے اسے "ز" سے یعنی "زقر" پڑھا۔ دراصل وہ تینوں اپنے اپنے لہجوں کی نمائندگی کر رہے تھے (۵۲)

جیفری کا یہ دعوی کہ "ابی بن کعبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے مسودہ ہائے قرآنی میں سے مختلف قراءتوں کا جو بھاری ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل وہ حقیقی متن کا اختلاف ہے نہ کہ مختلف لہجوں اور تلفظ کا معمولی اختلاف (۵۳) ظاہر کرتا ہے کہ اختلافی نسخہ جات میں استعمال ہونے والے الفاظ کی بجائے مصحف عثمانی میں اس مفہوم کے دوسرے

مترادف الفاظ کے استعمال کو دیکھ کر وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوا ہے (۵۴) مزید بر آں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی گئی اس اجازت کی حقیقت کو بھی نہیں جان سکا جو آپ نے اپنے ان پیروکاروں کو دی تھی۔ جن کی بڑی تعداد ان لوگوں پر مشتمل تھی جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے بوڑھے اور بدو تھے۔ اور ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے اسلام تو قبول کر لیا تھا۔ مگر وہ عربی زبان سے قطعی نابلد تھے۔ اس مضمون میں حضرت ابی بن کعب کے ایک فارسی مسلمان کو قرآنی حکیم پڑھانے کا واقعہ گذر چکا جو "طعام الاثیم" کا تلفظ صحیح طور پر ادا نہ کر سکتا تھا تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس مفہوم کی سبعہ احرف میں سے دوسرے لفظ کو پڑھنے کی اجازت دے دی جس کو اس نے بخوبی ادا کر لیا علاوہ ازیں اس واقعہ کو بھی اس ضمن میں بطور شہادت پیش کیا جا سکتا ہے جسے صحیح بخاری کی سبعہ احرف کے متعلق مشہور روایت میں بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہشام بن حکیم اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے سورۃ الفرقان سنی۔ دونوں نے اس سورۃ کو اپنے اپنے طریقے سے پڑھا۔ آپ نے دونوں حضرات کی قراءت کو درست قرار دیا۔ کیونکہ دونوں نے دو مختلف طریقوں سے قراءت خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ قرآن سات مختلف حروف (پڑھنے کے طریقے) پر نازل ہوا ہے آپ ان میں سے اسی طریقے کے مطابق پڑھ سکتے ہیں جس کو آپ اپنے لیئے آسان محسوس کریں (۵۵) تاہم جے۔ ڈی۔ پیرسن انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں شائع ہونے والے اپنے مضمون "القرآن" میں لفظ "احرف" کو سمجھنے میں دشواری محسوس کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "حدیث میں اس محاورے کا مطلب غیر معین ہے۔ احرف کی اصطلاح حرف کی جمع ہے (۵۶) حالانکہ اسلامی ورثے کی اکثر کتب کے علاوہ ابن مجاہد نے بھی اس امر کی صراحت کر دی ہے کہ اس کا مطلب سات قراءتیں ہیں (۵۷) خواہ وہ زبان کے مختلف لہجوں سے تعلق رکھتی ہوں یا ایک لہجے کے کسی لفظ کو متعدد طریقوں سے پڑھنے سے متعلق ہوں (۵۸)

اس امر کا تذکرہ بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ جیفری نے غیر تصحیح شدہ نسخہ جات سے جن اختلافی قراءتوں کو نقل کیا ہے ان سب کی اسناد غیر مصدقہ ہیں۔ وہ ایسی محکم و متواتر اسناد کے ساتھ کوئی ایسی قابل ذکر اختلافی قراءت بھی نہ لا سکا جس کی سند محکم و متواتر ہو جیسی محکم و

متواتر اسناد کے ذریعے ہم تک صحف عثمانی پہنچا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ بعض اختلافی قراء تیں جو ہم تک پہنچی ہیں وہ لسانی اعتبار سے بھی ناممکن نظر آتی ہیں۔ اور بعض اختلافی روایات میں ان کی سند ناممکن الوجود اور محال ہے۔ جو زمانی اعتبار سے درست تسلیم نہیں کی جاسکتیں یا وہ روایت کے معروف اصولوں کے مطابق نہیں ہے (۵۹) جیفری مزید اعتراف کرتا ہے کہ ابن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ سے منسوب اختلافی قراء توں کے جانچنے کے بعد پروفیسر برجسٹراسر نے بجا طور پر یہ رائے قائم کی: یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ کوئی شخص ان نسخوں کو مصحف عثمانی کے مقابلے میں صحیح تر کہنے کی جراءت نہیں کر سکتا" (۶۰) پروفیسر برجسٹراسر کی متذکرہ بالا رائے کے علم الرغم جیفری غیر مستند نسخہ جات میں مندرجہ اختلافی قراء توں کو پیش کر کے صرف ایک مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ قراء آت قرآنیہ اور ان کی ترویج کے ارتقاء کا عمل ثابت کر سکے تاکہ مصحف عثمانی کو سو فیصد الہامی کی بجائے ایسی ارتقائی عمل کی ایک انتہائی شکل قرار دیا جاسکے جیسا کہ وہ لکھتا ہے ابن مسعودؓ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۳۷ میں "بمثل ما" کی بجائے "بما" پڑھنا نقل کیا گیا ہے۔ جیفری اپنی بات پر اضافہ کرتے ہوئے خیال ظاہر کرتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ نے ممکن ہے یہ مختلف قراء تیں نیک مقصد کے تحت تجویز کی ہوں" (۶۱) یہ بیان کرنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ جیفری جب بھی اسلام کے کسی پہلو پر بحث کرتا ہے تو وہ عیسائیت کی مثال اور قالب کو ذہن میں رکھتے ہوئے اسلام کے بارے میں بات کرتا ہے مثلاً وہ کبھی بھی اس حقیقت کا اظہار نہیں کرتا کہ اسلام ابراھیمی ادیان میں سے ایک ہے۔ تاہم وہ بتاتا ہے کہ اسلام بھی عیسائیت کی طرح کا ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی مقدس کتاب رکھتا ہے (۶۲) جہاں تک عہد نامہ جدید کی تاریخ کا تعلق ہے اس کے بارے میں امریکہ کے مشہور عیسائی تحقیقاتی ادارے جیسس سیمینار (۶۲-الف) کی جانب سے حال ہی میں شائع کردہ اناجیل خمسہ میں عیسائی محققین رقمطراز ہیں۔

"جملہ اناجیل ابتدأء" بغیر کسی انتساب کے عیسائی دنیا میں رواج پا گئیں یعنی ان کے لکھنے والوں کے نام معلوم نہ تھے۔ تاہم عیسائی مذہبی قیادت نے عیسائیت کی تاریخ کے ابتدائی ایام ہی میں مختلف نسخہ ہائے اناجیل کو معتبر ناموں کے ساتھ منسوب کر دیا اکثر اناجیل کے مصنفین کے نام محض ظن و تخمین سے رکھے

گئے۔ اور ممکن ہے کچھ نسخوں کو معتبر ناموں کی جانب حسن نیت کی بنیاد پر منسوب کیا گیا ہو۔ تاکہ ان نسخوں کو عوام الناس میں پذیرائی مل سکے (۶۳)

قرآن حکیم کو بائبل کی طرح کی ایک مقدس کتاب قرار دیتے ہوئے جیفری یہ باور کراتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے بھی اچھے مقاصد اور نیک نیتی کے ساتھ متن قرآن میں کچھ تبدیلیاں اور اس کی بہتری کے اقدامات تجویز کر دیئے ہونگے۔ بدقسمتی سے جیفری اس امر کا اندازہ نہیں کر سکا کہ قرآن حکیم کے متن میں کمی بیشی کرنا اسلامی نقطہ نظر سے اتنا بھاری جرم ہے کہ کوئی اس کے ارتکاب کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اگر بفرض محال کوئی ایک اس کا ارتکاب کر بھی بیٹھتا تو صحابہ کرام کی جلیل القدر جماعت اسے قطعاً برداشت نہ کرتی۔

ہم اس بحث کو درج ذیل نقاط کے تحت سمیٹ سکتے ہیں۔

(ا) جیسا کہ قبل ازیں واضح ہو چکا ہے کہ مختلف قراء تیں مثلاً سورۃ الفاتحہ میں الصراط کا لفظ "س" اور "ز" سے پڑھنا مختلف قبائل کا تلفظ تھا۔ یا ابن مسعودؓ کا سورہ نمبر۱۲ کی آیت نمبر ۳۵ میں "حتی" کی بجائے "عتی" پڑھنا (۶۴) یہ بھی عربی زبان کے دوسرے لہجے کو ظاہر کرتا ہے یعنی عربوں کے بعض قبائل میں "ح" کی جگہ "ع" پڑھا جاتا تھا۔ یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ مختلف عربی لہجوں میں "ح" اور "عین" کے علاوہ "الف" اور "ق" کے حروف بھی باہمی طور پر قابل مبادلہ ہیں (۶۵) اس طرح سورۃ الفاتحہ میں ایاک وایاک اور ھیاک مختلف لہجے ہیں کیونکہ مختلف عربی لہجات میں "الف"، "و" اور "ۃ" باہم قابل تبادلہ ہیں (۶۶) سورۃ الفاتحہ میں نستعین پہلے نون پر زیر کے ساتھ بھی ایک لہجہ ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۶۵ میں تعلمون کی بجائے تعلمون، سورۃ عمران کی آیت نمبر۱۰۶ میں تسود کی بجائے تسود بنو اسد کے تلفظ کے مطابق ایک لہجہ ہے (۶۷) سورۃ الفاتحہ میں مالک کو ملاک، ملک، ملیک پڑھنا ایک ہی لفظ کے مختلف تلفظ ہیں۔ جو ان سات طریقوں میں شامل ہیں جن کو پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے اور یہ سب کے سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں کہ آپؐ اس لفظ کو دیگر تلفظ اور لہجوں میں بھی ادا کیا کرتے تھے (۶۸)۔ اگر ان اختلافی قراء توں کو اختیار کرنے کی اجازت نہ ہوتی تو صحابہ کرامؓ اس بار بار تلاوت کی جانے والی سورۃ کی قراءت میں ہرگز کوئی اختلاف نہ کرے سورۃ الفاتحہ میں "اھدنا" اور "لا" کے قریبی متبادل الفاظ "ارشدنا" اور غیر بھی لہجے کے اختلاف پر

مبنی ہیں۔ اور ان کا شمار ان الفاظ میں ہوتا ہے جس کی تلاوت کرنے کی اجازت تھی۔ "متبادل مسودات قرآن" متعارف کرانے کی دھن میں جیفری اس حقیقت کو نظرانداز کر دیتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ دن کی پانچ نمازوں میں سے تین میں بآواز بلند پڑھی جاتی ہے۔ اگر یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے خلاف بلکہ ذرہ بھر بھی مختلف ہوتی تو یہ ناممکن تھا کہ اس کی تلاوت جاری رہتی۔ مزید برآں جیفری کسی ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی پیش نہیں کر سکا جس نے دعویٰ کیا ہو یا یہ رائے ظاہر کی ہو کہ مصحف عثمانی میں درج سورۃ الفاتحہ کسی بھی حیثیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کردہ سورۃ الفاتحہ سے ذرہ بھر بھی مختلف ہے۔

(۲) مصحف عثمانی کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلانے کی غرض سے اختلاف قراءت کی روایات کو کمزور تسلیم کرنے کے باوجود، جیفری مصحف پر اجماع کی حقیقت کو تسلیم کرنے میں بھی لیت و لعل سے کام لیتا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ بعض اختلافی قراءتیں حقیقی ہیں اور مصحف عثمانی کی تنفیذ سے قبل ان کی تلاوت جائز تھی۔ کیونکہ وہ ان سات قراءآت میں سے تھیں جن کی اجازت دی گئی تب بھی "متواتر" روایات جو کہ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوئیں ہر "خبر احاد" جو ایک شخص سے دوسرے شخص تک آئیں کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ (۶۹)

(۳) اختلاف قراءت پر بحث کرتے ہوئے جیفری قرآن حکیم کے بذریعہ حفظ سینہ بسینہ نسل در نسل منتقل ہونے جیسے اہم عامل کو بالکل نظرانداز کر دیتا ہے۔ مصحف عثمانی ایسا سرکاری نسخہ نہ تھا جس کو کمیٹی نے تشکیل دینے کے بعد چھپا کر رکھ دیا ہو۔ بلکہ وہ ہر ایک اہل علم کے سامنے تھا۔ سرکاری نسخہ جس کو تاریخ نے "المصحف الامام" کے نام سے یاد رکھا ہے کی ایک نقل مدینہ منورہ میں رکھی گئی تھی۔ جبکہ دیگر متعدد نقول اس دور کی اسلامی ریاست کے دیگر شہروں کو بھیجی گئی تھیں۔ ہزاروں ایسے صحابہ کرام مدینہ منورہ میں موجود تھے جن کو پورا قرآن پاک نہیں تو اس کا بہت بڑا حصہ حفظ تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن حکیم کی تلاوت کے طریقوں کا براہ راست علم تھا۔ یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ کاتبین وحی سمیت ان تمام صحابہ کرامؓ نے جن کے پاس قرآن حکیم کا کامل یا بعض حصہ تحریری شکل میں موجود تھا، اپنے حفظ قرآن کی بنا پر مصحف عثمانی کی قراءت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت قرار

دیتے ہوئے اس کی تائید و تثویب فرمائی۔

(۴) "مقابل مسودات قرآن" کے متعارف کرانے کی پر جوش سرگرمی میں جیفری اس حقیقت کو بھی نظرانداز کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے' کہ اگرچہ تذبذب کے بعد ہی سہی مگر عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنی قراءت کو مصحف عثمانی کے حق میں واپس لے لیا (۷۰) اور پھر کبھی بھی اس پر اصرار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ جیفری حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے کسی ایسے بیان کو سامنے لانے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا جس میں انہوں نے مصحف عثمانی کی کسی ایک بھی قراءت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے خلاف قرار دیا ہو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد حضرت ابی بن کعبؓ دوسرے صحابی رسول ہیں جن سے اختلافی قراءت کا ایک ایک بہت بڑا ذخیرہ منسوب کیا گیا ہے اگرچہ جیفری اعتراف کرتا ہے کہ تمام ثانوی مسودات حضرت ابن مسعودؓ سے منسوب نسخے سے اخذ کئے گئے ہیں اور حضرت ابی بن کعبؓ کے مسودہ قرآن سے کوئی بھی نسخہ اخذ نہیں کیا گیا۔ اس اعتراف کے باوجود وہ حضرت ابیؓ بن کعب سے منسوب مختلف قراءتوں کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ اور اس حقیقت کو پس پشت ڈال دیتا ہے کہ حضرت ابی بن کعب اس کمیٹی کے ممبر تھے جس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم پر قرآن حکیم کو جمع کرنے کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی تھی۔ ایک اور صحابیؓ رسول حضرت علیؓ ہیں جن سے مصحف عثمانی کی تنفیذ سے قبل ایک نسخہ منسوب ہے۔ ان سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے مصحف کو نافذ کرنے کی جرات مندانہ فیصلے پر اپنے کامل اطمینان وتشکر کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اگر عثمان کی بجائے بار خلافت میرے کندھوں پر ہوتا تو یقیناً میں بھی قرآن حکیم کی جمع و تدوین میں وہی کام کرتا جو عثمانؓ نے کیا ہے" (۷۱)

(۵) جیفری اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود کہ قرآن حکیم میں اختلاف قراءت کی بحث زمانہ مابعد کے الہیات' لسانیات اور صرف و نحو کے ماہرین نے ایجاد کی اور اپنے نام اور کام کو اعتماد بخشنے کیلئے اسے دور اولی کی مقتدر علمی شخصیات کی طرف منسوب کر دیا (۷۲) پھر بھی آخر دم تک قرآن حکیم کی "حقیقی قراءت" کی بحالی کی کوششوں میں مگن رہا (۷۳) دوسری طرف حال ہی میں دو دوسرے مستشرق جان برٹن(John Burton) اور جان وان برو (John Wansbroug) کا یہ نتیجہ بھی چشم کشا ہے کہ صحابہ کرامؓ سے منسوب "مقابل

مسودات قرآن" ہوں یا بڑے شہروں میں پائے جانے والے دیگر نسخہ جات یا پھر انفرادی طور پر بعض حضرات سے منسوب مختلف قراء تیں سب کی سب بعد کے ماہرین علم الاصول اور ماہرین علم اللسان کی ایجاد ہیں (۷۴) جیفری اس اہم حقیقت کی طرف سے بھی آنکھیں بند کر لیتا ہے کہ اختلاف قراء ت قرآن کے ابتدائی ماخذ ابن ابی داود متوفی ۳۱۶ھ ابن الانباری متوفی ۳۲۸ھ اور ابن الاشتہ متوفی ۳۶۰ھ ہیں ۔ ان تمام بزرگوں نے اختلافی قراء تیں چوتھی صدی ہجری میں نقل کیں ۔ ان روایات کے رواۃ متصل ہیں اور نہ ہی ان کی سند قابل اعتماد ہے۔

(۶) آرتھر جیفری اپنے پیش رو مستشرق بیل (Bell) کی طرح اسلام اور اس کی مقدس کتاب قرآن حکیم سے اپنی نفرت پر پردہ ڈالنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ وہ قرآن حکیم کی جمع و تدوین پر بحث کرتے ہوئے (۷۵) بیل Bell کی پیروی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جمع و تدوین کی کاوشوں کو ان کی خالص نجی سعی و کاوش قرار دیتا ہے (۷۶) یہ بات نہایت تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے کہ وہ مقدمتان اور کتاب المصاحف میں درج اختلاف قراء ت پر مبنی روایات کو من و عن صحیح تسلیم کر لیتا ہے مگر انہی کتب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جمع و تدوین قرآن کی خدمت کے بارے میں روایات کو بغیر کوئی معقول وجہ بتائے رد کر دیتا ہے ۔ حالانکہ حدیث اور تاریخ کے ماخذوں میں ان روایات کی سند نہایت قوی اور ان کا پایہ استناد بہت مضبوط ہے (۷۷) یہ اسلامی تاریخ کی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جمع مدون کیا ہوا نسخہ ہی مصحف عثمانی کی اساس و بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۷) مصحف عثمانی کے بارے میں جیفری یہ سمجھنے میں بھی ناکام رہا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے کن اہم مقاصد کے پیش نظر اس بھاری کام کا بیڑا اٹھایا۔ وہ قرآن حکیم میں اختلاف لہجات کی اشاعت کے اثرات کا فہم و ادراک بھی نہ کر سکا کہ جن کے بارے میں شکایات کے سبب حضرت عثمانؓ کو اس مسئلے کے حل کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ دیگر شارحین کی طرح ابو محمد مکی القیسیؒ نے بھی اس بات کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا ہے کہ حضرت عثمان کو جب قرآن حکیم کے متعدد طرق سے پڑھنے کے بارے میں شکایات موصول ہوئیں تو انہوں نے جس طریق پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرماتے تھے اس کو باقی رکھ کر اس کے علاوہ تمام طرق کے مطابق تلاوت قرآن حکیم پر پابندی عائد کر دی ۔ باوجود اس کے کہ عہد نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ان کی اجازت دی ہوئی تھی (۷۸)۔ القیسی کا بیان ہے کہ کم از کم ۱۲ ہزار صحابہ کرام اور تابعین پر مشتمل ایک جماعت نے اس وقت کی اسلامی سلطنت کے طول و عرض میں پھیل کر مصحف عثمانی کے مطابق تلاوت قرآن حکیم سکھانے اور اس کے علاوہ رائج طریقوں سے منع کرنے کی خدمت انجام دی (۷۹) یہ یقیناً ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اتنی بھاری تعداد جن میں صحابہ کرام بھی شامل تھے کسی ایسی قراءت قرآن کو رائج کرنے کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے جس کا انتساب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی جانب ہوتا۔

(۸) قرآن حکیم اور اس کی مختلف قراء توں کو موضوع سخن بناتے ہوئے جیفری اپنے دعوے کے باوجود انتقاد اعلی (Higher Crigicism) کے اصولوں کی پابندی نہیں کر سکا۔ اس کی کتاب The Textual History of Quran ۱۹۳۶ء میں یروشلم میں شائع ہوئی۔ اور دوسری کتاب The Quran as a Scripture ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی۔ اس نے پروفیسر سرجسٹراسر جو کہ میونخ میں قرآن محل کا بانی تھا اور اس کے جانشین ڈاکٹر اوٹو پریکشل کے ساتھ اشتراک عمل کے باوجود، قرآن حکیم کی جمع و تدوین اور دنیا کے مختلف حصوں سے جمع کیے گئے قرآن حکیم کے نسخوں کے متون میں اختلاف کے بارے میں قرآن محل(Archive) کے نتائج تحقیق کو بیان نہیں کیا (کیونکہ یہ نتائج قرآن حکیم کے بارے میں اس کے مقاصد سے ہم آہنگ نہ تھے) یہ پہلے بیان ہو چکا کہ یہ قرآن محل اتحادی فوجوں کی بمباری سے تباہ ہو گیا تھا۔ اور پریکشل بھی اسی بمباری سے ہلاک ہو گیا تھا۔ تاہم خوش قسمتی سے اس کی وفات سے قبل ۱۹۳۳ء میں ڈاکٹر حمید اللہ کو پریکشل سے بالمشافہ گفتگو کا ایک موقع میسر آگیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب پریکشل فرانس کی مختلف لائبریریوں میں موجود قرآن حکیم کے مختلف نسخہ جات کی فوٹو کاپیاں حاصل کرنے کیلئے فرانس آیا (۸۰) ڈاکٹر حمید اللہ کا بیان ہے کہ پریکشل نے انہیں بتایا:

> "ہمارے ادارے نے دنیا میں مختلف حصوں سے قرآن حکیم کے مختلف ۴۲ ہزار نسخہ جات کی فوٹو کاپیاں جمع کیں اور ان کا باہمی موازنہ کیا" ڈاکٹر حمید اللہ مزید بتاتے ہیں کہ پچھلے چودہ سو سالوں کے دوران مطبوعہ یا غیر مطبوعہ قرآن حکیم کے ۴۲ ہزار نسخوں کو انہوں نے اس لیے جمع کیا تاکہ وہ متن قرآن کے تضادات کو سامنے لا سکیں۔ تمام دستیاب نسخہ جات کو جمع کر کے ان کا آپس میں

موازنہ کرنے کے بعد اس ادارے نے جو ابتدائی رپورٹ جاری کی ڈاکٹر حمید اللہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

"اگرچہ ابھی تک قرآن حکیم کے مختلف نسخہ جات کو جمع کرنے کا کام جاری ہے تاہم جتنا کام مکمل ہو چکا ہے اس کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان ۴۲ ہزار نسخہ جات میں کتابت کی غلطیاں تو موجود ہیں مگر متن قرآن میں کسی قسم کے تضاد کی نشاندہی نہیں کی جا سکتی۔" (۸۱)

جیفری قرآن حکیم کے بارے میں اپنی تحقیقات کیلئے پروفیسر برجسٹراسر اور پریٹکل سے اشتراک عمل کا ذکر تو بڑے فخر سے کرتا ہے مگر حیران کن امر یہ ہے کہ وہ اس ادارے کی ابتدائی رپورٹ اور اس کی کارروائی کو بالکل نظرانداز کر دیتا ہے اور اس کا کہیں تذکرہ تک نہیں کرتا۔

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام حضرات بشمول J.D.Pearson جو جیفری کے الہامی کتب میں قرآن حکیم کے غیر محرف اور غیر متبدل ہونے کی انفرادیت کو جھٹلانے کے مشن کی تکمیل میں بڑی یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ سرگرداں ہیں، انہیں اور ان جیسے دیگر مستشرقین کو یہ مشورہ دیا جائے کہ وہ قرآن حکیم کے متن پر اپنے انتقاد اعلیٰ کے اصولوں کا غیرجانبداری کے ساتھ اطلاق کریں اخلاص اور دیانت داری سے ایسا کرتے ہوئے وہ قرآن حکیم کے اس دعوے کی صداقت کا عملی مشاہدہ ضرور کریں گے کہ "اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے نازل کیا گیا ہوتا تو وہ اس قرآن میں بے شمار اختلافات اور تضادات پاتے"۴:۸۲۔ اور یہ کہ " بے شک ہم نے ہی اس کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس (قرآن) کی (تحریف و تبدیلی) حفاظت کریں گے"۔۱۵:۹

ماخذ و مصادر

۱۔ آرتھر جیفری:۔ مقدمتان فی علوم القرآن دوسرا ایڈیشن مکتبہ الخانجی ۱۹۷۲ء ص ۲، ۳

۲۔ تفصیل کیلئے دیکھیے Journal of Biblical Studies جلد ۷۹ شمارہ ۱۔ مارچ ۱۹۶۰ء ص ۸۹

۳۔ آرتھر جیفری: The Koran: Selected Suras نیویارک ہرٹیج پریس ۱۹۵۸ء ص ۲۰

۴۔ مستشرقین کے بارے میں تفصیل جاننے کیلئے دیکھیے' عبدالرحمن مومن
The Islamic Fundamentlism Hamdard Islamicus
جلد ۱۰ شمارہ ۴ ص ۴۰۔ ۳۵

۵۔ آرتھر جیفری: The Quran as Scripture نیویارک' رسل ایف۔ مور کمپنی ۱۹۵۲ء' ص ۱

۶۔ ایضاً

۷۔ آرتھر جیفری: The Koran : Selected Suras ص ۱۵۔ ۱۴

۸۔ ایضاً ص ۱۵ مزید دیکھیے آرتھر جیفری The Quran as Scripture ص ۹۷۔ ۹۳

۹۔ آرتھر جیفری Materials for the History of the Textual of the Quran لیڈن :
ای جے بریل ۱۹۳۷ء ص : ۸

۱۰۔ ایضاً ص ۲۱

۱۱۔ آرتھر جیفری : "Quran as Scripture, "The Textual History of the Quran
The ص ۱۰۳

۱۲۔ ایضاً ص ۱۰۳

۱۳۔ آرتھر جیفری بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی طور پر جمع کیئے ہوئے نسخہ ہائے قرآن کو "مقابل نسخہ جات" کا نام دیتا ہے حالانکہ مصحف عثانی کے نافذ ہونے کے بعد ایسے نسخہ جات جن حضرات کے پاس تھے وہ انہوں نے واپس لے لیئے تھے۔ اس سے متعلق بعض تفاصیل خود جیفری کے تحقیقی کام میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنا نسخہ قرآن مصحف عثانی کے نفاذ کے بعد واپس لے لیا۔ حوالے کیلئے دیکھیے آرتھر جیفری کی کتاب مقدمتان صفحہ ۹۵ ب۔ ڈی پیرسن نے بھی مصحف عثانی کے نفاذ سے قبل بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی طور پر جمع کیئے ہوئے نسخہ ہائے قرآن کو مقابل نسخہ جات قرار دیا ہے۔ مگر اس میدان میں اس کا زیادہ انحصار جیفری کی کتاب (Materials) پر ہے۔ اس نے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں اپنے مضمون "القرآن" میں اختلاف قراء آت قرآنیہ کے موضوع پر جیفری کی (Materials) سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ حوالے کیلئے دیکھیے لیڈن : ای۔ جے۔ بریل' ۱۹۸۱ء جلد ۵ ص ۴۰۸۔۴۰۶

۱۴۔ ابن ابی داود کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں جنہیں قرآن حکیم کی جمع و تدوین کا شرف حاصل ہوا۔ ابن ابی داود نے ان دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں کا تذکرہ بھی کیا ہے جن کو جیفری نے "مقابل نسخہ جات" کے حامل بنا کر پیش کیا ہے۔ حالانکہ ابن ابی

داود نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان دس اصحاب کے پاس تحریری شکل میں الگ الگ قرآن کے نسخے تھے۔ ابن ابی داود ان حضرات کی جانب منسوب مختلف قراء آتوں کو "مصحف" کے عنوان کے تحت بیان کرتا ہے ۔ اور وہ جمع القرآن (اس نے قرآن جمع کیا) کا پیرا یہ ان حضرات کیلئے بھی استعمال کرتا ہے جنھوں نے قرآن کریم یاد کر رکھا ہو۔ دیکھیے: ابن ابی داود کتاب المصاحف ص ۵ ' ۱۰ ' ۵۰ تا ۸۷۔ ابن ابی داود نے اس بات کو یہ کہہ کر اور واضح کر دیا کہ اس نے لفظ مصحف کو حرف یا قراء ت کے معنوں میں استعمال کیا ہے ۔ تاکہ اس کی بیان کردہ مختلف قراء توں کا کسی باقاعدہ تحریری نسخہ سے ماخوذ ہونے کا گمان نہ ہو دیکھیے: آرتھر جیفری (Materials) ص ۱۵

۱۵۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی جمع و تدوین قرآن کی خدمات کی تفصیل کیلئے دیکھیے ڈاکٹر حمید اللہ خطبات بہاولپور ' اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (پاکستان) ۱۴۰۱ھ ص ۲۹ ۔ ۳

۱۶۔ آرتھر جیفری Materials ص ۱۰

۱۷۔ جے ڈی پیرسن The Encyclopaedia of Islam ص ۴۰۷

۱۸۔ آرتھر جیفری : Materials ص ۳۔۱

۱۹۔ یہ سات قراء تیں درج ذیل حضرات کی طرف منسوب ہیں نافع متوفی ۱۶۹ ھ از مدینہ منورہ ' ابن کثیر متوفی ۱۲۰ ھ از مکہ مکرمہ ' ابن عامر متوفی ۱۱۸ھ از دمشق ' ابو عمرو متوفی ۱۵۴ ھ از بصرہ ' عاصم متوفی ۱۲۸ ھ از کوفہ ' حمزہ متوفی ۱۵۸ھ از کوفہ اور کسائی متوفی ۱۸۹ از کوفہ

۲۰۔ آرتھر جیفری: The Quran as Scripture ص ۱۰۲۔ ۱۰۰

۲۱۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیے لبیب السعید The Recited Quran ترجمہ: برنارڈ ویس ' ایم اے روف اور مور برجر ۔ پرنسٹن ' نیو جرسی ' دی ڈارون پریس ۱۹۷۵ صفحہ ۵۰ ۔ ۴۵

۲۲۔ ایضاً ص ۵۰۔۴۹ ' ۱۳۹

۲۳۔ آرتھر جیفری : Materials ص ۷۵

۲۳۔الف جیفری نے Materials میں "دلنا یدک اھدنا" لکھا ہے ۔ جو بظاہر بے معنی جملہ ہے ۔ اسلامی تہذیب سے دوری اور عربی پر عبور نہ ہونے کے سبب شاید جیفری مخطوط کو صحیح طور پر پڑھ نہ سکا ۔ اصل عبارت یوں معلوم ہوتی ہے "دلنا بدل اھدنا"

۲۴۔ ایضاً ص ۱۱۷

۲۵۔ ایضاً ص ۱۸۵

۲۶۔ ایضاً ص ۱۹۵

۲۷۔ ایضاً ص ۲۲۰

۲۸۔ ایضاً ص ۲۲۳

۲۹۔ ایضاً ۸۷ ۔ ۲۸۷

۳۰۔ ایضاً ۱۵۔ ۳۱۴

۳۱۔ ابو محمد القیسی : کتاب الابانہ فی معانی القراءآت دمشق ۱۹۷۹ء پہلا ایڈیشن ص ۹۴

۳۲۔ ایضاً ص ۹۶

۳۳۔ ایضاً ص ۹۴

۳۴۔ ابن خالویہ : اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن الکریم قاہرہ دار الکتب المصریہ ۱۹۴۱ء ص ۳۰ ۔ ۲۸

۳۵۔ آرتھر جیفری "سورۃ الفاتحہ کی مختلف قراءآت "The Moslem World" جلد ۲۹' ۱۹۳۹ ص ۱۵۸'
آرتھر جیفری اگرچہ سورۃ الفاتحہ اور معوذتین کے ترجمے کو اپنی کتاب ۔ The Quran Selected Suras میں شامل کرتا ہے مگر وہ ان تینوں سورتوں کو قرآن حکیم کا حصہ تسلیم نہیں کرتا۔ وہ لکھتا ہے : "جس شکل میں قرآن حکیم ہمارے پاس موجود ہے وہ ایک سو گیارہ سورتوں پر مشتمل ہے" سورۃ الفاتحہ کا تعارف کراتے ہوئے جیفری کہتا ہے یہ مختصر سورۃ حقیقی قرآن کا جزو نہیں ہے بلکہ یہ ایک دعا ہے جو قرآن حکیم ہی کے مختلف جملوں کے ذریعے قرآن کے مرکزی موضوع و مضمون پر مشتمل ہے ۔ یہ کتاب مقدس میں اس کے تعارف کے طور پر درج کی گئی ہے ۔ اور اس کی تلاوت سے قبل پڑھی جاتی ہے۔ آرتھر جیفری The Koran ـ Selected Suras ص ۲۳ و ۱۵

۳۶۔ آرتھری جیفری "سورۃ الفاتحہ کی مختلف قراءآت " The Moslem World ص ۱۵۹

۳۷۔ ایضاً صفحہ ۶۰ ۔ ۱۵۹

۳۸۔ ایضاً ص ۶۲ ۔ ۱۶۰

۳۹۔ البخاری الصحیح مترجم محمد محسن خان الریاض مکتبہ الریاض الحدیثہ ۱۹۸۱ء جلد ششم ص ۴۸۳

ابن جریر طبری تفسیر طبری قاہرہ دار المعارف ۱۹۴۶ء جلد اول ص ۳۲

آرتھر جیفری مقدمتان ص ۲۷۳ ۔ ۲۶۴ ' ۲۳۴ ۔ ۲۰۷

۴۰۔ ایضاً ص ۸۲ ۔ ۴۸۱

۴۱۔ آرتھر جیفری: مقدمتان ص ۲۲۹

۴۲۔ ایضاً ص ۲۲۹

۴۳۔ ایضاً ص ۳۰۔ ۲۲۹

۴۴۔ عبدالواحد وافی: فقہ اللغہ قاہرہ آٹھواں ایڈیشن ص ۱۰۸

ابراھیم انیس: فی اللھجات العربیہ قاہرہ ۱۹۶۵ ص ۴۰

۴۵۔ اس عنوان کے مباحث عربی لغت کی مختلف کتب میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں پورے ایک باب میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

۴۶۔ عبداللہ بن عباس: کتاب اللغات في القرآن مرتب صلاح الدین المنجد قاہرہ ۱۹۴۶ء

۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ تفصیل کیلئے دیکھیے آرتھر جیفری: مقدمتان ص ۲۹۹ ۔ ۲۳۰

۴۹۔ ابراھیم انیس: فی اللھجات العربیہ ص ۱۷۷

۵۰۔ ابوالحمید الشلقانی: روایتہ اللغہ، بیروت ۱۹۷۸ء ص ۳۰۰

حسن ظاظا: کلام العرب من قضایا اللغہ العربیہ بیروت ۱۹۷۶ء ص ۱۰۴

۵۱۔ ابن جنی: الخصائص بیروت ۱۹۵۲ء دوسرا ایڈیشن جلد اول ص ۳۷۴

۵۲۔ ایضاً جلد اول ص ۳۷۴

۵۳۔ آرتھر جیفری "The Textual of the Quran" The Quran as Scripture ص ۹۷

۵۴۔ اکثر جگہ پرانے نسخہ جات میں استعمال ہونے والے الفاظ مصحف عثمانی کے الفاظ سے محض ظاہری طور پر مختلف یا مترادف ہیں۔

۵۵۔ البخاری الصحیح: جلد ششم ص ۸۳ ۔ ۴۸۲

۵۶۔ جے ۔ ڈی پیرسن: "Al-Kuran" دی انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ص ۴۰۸

۵۷۔ ایضاً ص ۴۰۹

۵۸۔ تفصیل کیلئے دیکھیے آرتھر جیفری: مقدمتان ص ۲۳۰ ۔ ۲۱۸

۵۹۔ آرتھری جیفری: Materials ص ۱۶

۶۰۔ ایضاً

۶۱۔ ایضاً

۶۲۔ آرتھر جیفری: The Quran as Scriptur ص ۱

۶۳الف۔ Robert W. Funk اور Roy W. Hoover, Jusus Seminar نے نیویارک کے مشہور زمانہ پبلشر Macmillan کے ذریعے ۱۹۹۳ء میں The Five Gospels کے نام سے عہد نامہ جدید کو از سر نو شائع کیا ہے جس کا مرکزی خیال یہ ہے کہ عہد نامہ جدید میں جو کچھ سید نا عیسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب کیا گیا ہے اس میں سے زیادہ سے زیادہ بیس فیصد ہی آپ کی جانب منسوب کیا جا سکتا ہے۔ باقی سب تحریف اور من گھڑت ہے

۶۳۔ ایضاً ص ۲۰

۶۴۔ آرتھر جیفری: Materials ص ۴۹

مزید دیکھیے ابن منظور: لسان العرب بیروت دار صادر تاریخ ندارد جلد ۱۴ ص ۱۶۴۔ ۱۶۳

۶۵۔ مثلاً سورۃ المرسلات کی آیت نمبر ۱۱ میں "اقتت" کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے "وقت" پڑھنا منقول ہے۔ آرتھر جیفری: مقدمتان ص ۱۰۷

اسی طرح "وجوہ" اور "اجوہ" میں بھی و اور "الف" قابل مبادلہ حروف ہیں دیکھیے ابن منظور: لسان العرب جلد دوم ص ۱۰۸ ۔ ۱۰۷ (مادہ: و ق ت)

۶۶۔ ابن منظور: لسان العرب دیکھیے الالف الینہ اور آیہ جلد ۱۵ ص ۴۲۷، ۴۱۔۴۳۸

۶۷۔ آرتھر جیفری: مقدمتان ص ۲۲۰

۶۸۔ ابن خالویہ: اعراب ثلثین سورۃ من القرآن الکریم ص ۲۴ ۔ ۲۲

۶۹۔ تفصیل کیلئے دیکھیے آرتھر جیفری: مقدمتان ص ۳۸

۷۰۔ آرتھر جیفری: مقدمتان صفحہ ۴۷

۷۱۔ ابن ابی داود: کتاب المصاحب ص ۲۳

۷۲۔ آرتھر جیفری: Materials ص ۲، ۱۵

۷۳۔ ایضاً ص ۱۶

۷۴۔ جے ۔ ڈی پیرسن: "Al - Kur,an" دی انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ص ۸۔ ۴۰۷ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے جان برٹن: The Collection of the Quran کیمبرج ۱۹۷۷ ص ۲۱۲۔۱۹۹

جان وانبرو

Quranic Studies , Sources, Methods of Scriptual Interpretation:

آکسفورڈ ۱۹۷۷ء ص ۴۶۔۴۴ اور ۷۰۔۲۰۲

۷۵۔ مثلاً دیکھیے منٹگمری واٹ Bell,s Introduction to Quran ایڈن برگ ۱۹۷۰ء ص ۳

۷۶۔ آرتھر جیفری: Materials ص ۷۔۶

۷۷۔ مثلاً دیکھیے البخاری الصحیح جلد ششم صفحات ۴۸۰۔ ۴۷۶

۷۸۔ ابو محمد القیسی: الابانہ ص ۹۷۔۹۶

۷۹۔ ایضاً ص ۲۳ ۔ ۲۲

۸۰۔ محمد حمید اللہ: خطبات بہاولپور ص ۱۶۔۱۵

۸۱۔ ایضاً ص ۱۶۔۱۵